سُوْرَةُ الْكٰفِرُوْن

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

قُلۡ يٰۤاَيُّهَا الۡكٰفِرُوۡنَ ۙ ١

لَاۤ اَعۡبُدُ مَا تَعۡبُدُوۡنَ ۙ ٢

وَلَاۤ اَنۡتُمۡ عٰبِدُوۡنَ مَاۤ اَعۡبُدُ ۚ ٣

وَلَاۤ اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدۡتُّمۡ ۙ ٤

وَلَاۤ اَنۡتُمۡ عٰبِدُوۡنَ مَاۤ اَعۡبُدُ ؕ ٥

لَكُمۡ دِيۡنُكُمۡ وَلِىَ دِيۡنِ ؑ ٦

سُوْرَةُ الْكٰفِرُوْن

- اس سورۃ کا نام الْکٰفِرُوْن ہے جو اس کی پہلی آیت سے لیا گیا ہے
- سورت کے دیگر نام :
- سورۃ العبادۃ ۔یہ لفظ (مختلف مشتقات کی صورت میں) اس سورت میں آٹھ بار دہرایا گیا ہے۔
- سورۃ جحد (انکار)۔ ان لوگوں کا ذکر جو دین خدا کا انکار کرتے ہیں
- سورۃ الاِخْلاص — خالصتاً اللہ کی عبادت کا ذکر
- سورۃ المُقَشْقِشَۃ یہ سورۃ نفاق، شرک اور آلودگی سے بچاتی اور پاک کر دیتی ہے اور دوٹوک انداز سے بتوں اور غیر اللہ کی عبادت کو ردّ کرتی ہے
- آخری دو نام قل ھو اللہ کے ساتھ مشترک ہیں

سُوْرَةُ الْکٰفِرُوْن

- یہ سورۃ مکی ہے۔ اگرچہ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے اسے مدنی قرار دیا ہے لیکن جمہور مفسرین کی رائے مکی ہونے کی ہے اور اس کا مضمون بھی اس پر دلالت کرتا ہے۔
- اس سورۃ میں نبی ﷺ کی طرف سے قریش کے ائمہ کفر سے برأت کا اعلان ہے
- لیکن اس برأت کا اعلان تب تک نہیں کیا جاتا جب تک اہل حق ان کفار پر اتمامِ حجت پوری نہ کر دیں
- اس سورۃ نے قریش کے لیڈروں کے ساتھ دین کے معاملے میں کسی سمجھوتے کے تمام امکانات کا قطعی سد باب کر دیا ہے

سُوْرَةُ الْكٰفِرُوْن

- قریش وقتاً فوقتاً آپ ﷺ کے پاس مصالحت کی مختلف تجویزیں لے کر آتے رہتے تھے تاکہ آپ ان میں سے کسی کو مان لیں اور وہ نزاع ختم ہو جائے
- عبداللہ بن عباسؓ کی روایت کے مطابق قریش کے لوگوں نے آپ ﷺ سے کہا ہم آپ کو اتنا مال دیے دیتے ہیں کہ آپ مکہ کے سب سے زیادہ دولت مند آدمی بن جائیں، آپ جس عورت کو پسند کریں اس سے آپ کی شادی کیے دیتے ہیں، ہم آپ کے پیچھے چلنے کے لیے تیار ہیں، آپ بس ہماری یہ بات مان لیں کہ ہمارے معبودوں کی برائی کرنے سے باز رہیں۔ اگر یہ آپ کو منظور نہیں، تو ہم ایک اور تجویز آپ کے سامنے پیش کرتے ہیں جس میں آپ کی بھی بھلائی ہے اور ہماری بھی۔ حضور ﷺ نے پوچھا وہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا ایک سال آپ ہمارے معبودوں لات اور عزیٰ کی عبادت کریں اور ایک سال ہم آپ کے معبود کی عبادت کریں۔ حضور ﷺ نے فرمایا اچھا، ٹھہرو، میں دیکھتا ہوں کہ میرے رب کی طرف سے کیا حکم آتا ہے

سُوْرَةُ الْکٰفِرُوْن

- اس پر وحی نازل ہوئی " قل یایھا الکٰفرون... اور یہ کہ " ان سے کہو، اے نادانو ! کیا تم مجھ سے یہ کہتے ہو کہ اللہ کے سوا میں کسی اور کی عبادت کروں "

(الزمر، آیت 64) حوالہ ابن جریر، ابن ابی حاتم، طبرانی۔

- اس سے ملتی جلتی کئی روایات تفسیر کی کتب میں۔
- ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک مرتبہ ایک ہی مجلس میں نہیں بلکہ مختلف اوقات میں مختلف مواقع پر کفار قریش نے حضور ﷺ کے سامنے اس قسم کی تجویزیں پیش کی تھیں اور اس بات کی ضرورت تھی کہ ایک دفعہ دو ٹوک جواب دے کر ان کی اس امید کو ہمیشہ کے لیے ختم کر دیا جائے کہ رسول اللہ ﷺ دین کے معاملے میں کچھ دو اور کچھ لو کے طریقے پر ان سے کوئی مصالحت کر لیں گے۔

سُوْرَۃُ الْکٰفِرُوْن

- **ایک غلط فہمی کا ازالہ** : یہ سورۃ مذہبی رواداری کی تلقین کے لیئے نازل نہیں ہوئی، بلکہ اس لیے نازل ہوئی تھی کہ کفار کے دین اور ان کی پوجا پاٹ اور ان کے معبودوں سے قطعی برأت، بیزاری اور لا تعلّق کا اعلان کر دیا جائے اور انہیں بتا دیا جائے کہ دین کفر اور دین اسلام ایک دوسرے سے بالکل الگ ہیں، ان کے باہم مل جانے کا سرے سے کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا
- یہ بات صرف قریش تک محدود نہیں ہے بلکہ اسے قرآن میں درج کر کے تمام مسلمانوں کو قیامت تک کے لیے یہ تعلیم دے دی گئ ہے کہ دین کفر جہاں جس شکل میں بھی ہے ان کو اس سے قول اور عمل میں براءت کا اظہار کرنا چاہیے اور بلا رو رعایت کہہ دینا چاہیے کہ دین کے معاملے میں وہ کافروں سے کسی قسم کی مداہنت یا مصالحت نہیں کر سکتے

کفر اور کافری سے بیزاری ولا تعلّقی ایمان کا دائمی تقاضا ہے

سُوْرَۃُ الْکٰفِرُوْن

- اس سورۃ کا بنیادی مضمون چونکہ تمام ادیان باطلہ سے لا تعلّقی کا اظہار اور اللہ تعالیٰ کی کبریائی کا فیصلہ کن اعلان ہے اسَ لیئے آپ ﷺ نے مختلف اوقات میں اس کے فضائل اور اسُ کی اہمیت کو واضح فرمایا
- حضرت ابن عباسؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں سے فرمایا کہ میں تمہیں بتاؤں وہ کلمہ جو تم کو شرک سے محفوظ رکھنے والا ہو۔ وہ یہ ہے کہ سوتے وقت قُلْ یٰٓاَیُّھَا الْکٰفِرُوْنَ پڑھ لیا کرو
- بعض صحابہ نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ ہمیں کوئی دعا بتا دیجئے جو ہم سونے سے پہلے پڑھا کریں، تو آپ نے قُلْ یٰٓاَیُّھَا الْکٰفِرُوْنَ پڑھنے کی تلقین فرمائی اور فرمایا کہ یہ شرک سے برأت ہے۔

سُوْرَةُ الْكٰفِرُوْن

- سیدنا ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے صبح کی دو سنتوں میں قُلۡ یٰۤاَیُّهَا الۡکٰفِرُوۡن اور قُلۡ هُوَاللّٰهُ اَحَدٌ کی تلاوت فرمائی۔ [مسلم، کتاب صلوة المسافرين، باب استحباب ركعتى سنة الفجر والحث عليهما]
- حضرت خبابؓ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ جب تم سونے کے لیے اپنے بستر پر لیٹو تو قل یایھا الکفرون پڑھ لیا کرو" حواله ابو يعلٰى طبرانى
- تین رکعت وتر میں آپ ﷺ نے سورت الفاتحہ کے بعد پہلی رکعت میں سورۃ الاعلیٰ دوسری میں سورۃ الکافرون اور تیسری میں سورۃ الاخلاص پڑھی - (ابن ماجہ ۱۱۷۱، نسائی - کتاب قیام اللیل حدیث ۱۶۸۴)

سُوْرَۃُ الْکٰفِرُوْن

- نفی، قطعیت اور تاکید کے تمام صیغے اور اسالیب اس سورت میں جمع کردیئے گئے ہیں۔
- انکار کے بعد انکار، تاکید کے بعد تاکید اور قطعیت کے بعد قطعیت۔
- یہ اللہ وحدہٗ کا حکم ہے اور اس میں حضرت محمد ﷺ کا کوئی ذاتی فیصلہ نہیں ہے۔ اور اس حکم سے سرتابی نہیں کی جاسکتی۔ اور نہ کوئی ایسا وجود ہے جو اللہ کے حکم کو رد کرسکے۔
- یہاں اسلام اور کفر کے درمیان جوہری تضاد کو نمایاں کردیا گیا ہے جن کو دیکھتے ہوئے ہر کوئی سمجھ لے کہ دونوں کے درمیان مصالحت اور کچھ لو اور کچھ دو کی پالیسی اختیار کرنا ممکن ہی نہیں ہے۔ یہ دو الگ نظریے ہیں

قُلْ يَآيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ۙ ①

قُلْ ۔ کہو قَالَ يَقُولُ قَوْلاً کہنا ، بات کرنا ، نظریہ رکھنا

○ قول کا اطلاق تین چیزوں پر

1. منہ سے نکلی ہوئی بات قَالَ قَائِلٌ مِنْهُمْ كَمْ لَبِثْتُمْ سورة الكهف 19

2. ایسی بات جو منہ سے نہ نکلی ہو بلکہ ابھی دل میں ہو وَيَقُولُونَ فِي أَنْفُسِهِمْ لَوْ لَا يُعَذِّبُنَا اللَّهُ بِمَا نَقُولُ اور اپنے دل میں کہتے ہیں کہ جو کچھ ہم کہتے ہیں خدا ہمیں اس کی سزا کیوں نہیں دیتا؟

3. کوئی نظریہ ذٰلِكَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ ۚ قَوْلَ الْحَقِّ الَّذِي فِيهِ يَمْتَرُونَ یہ مریم کے بیٹے عیسیٰ ہیں (اور یہ) سچی بات ہے جس میں لوگ شک کرتے ہیں سورة مريم ۔

قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ۙ ①

يٰٓاَيُّهَا - اے

- يٰٓاَيُّهَا - ایک مکمل حرفِ نداء
- قرآن میں دوسرے حروف نداء - يَا ، اَيُّهَا، أَيَّتُهَا

- جس کو بلایا جارہا ہے (منادیٰ) اس پر اگر "ال" ہو تو مذکّر کے لیئے "يَا أَيُّهَا" اور مؤنث کے لیئے "أَيَّتُهَا" بڑھا دیا جاتا ہے تاکہ یا کی آواز "ال" میں گم نہ ہو جائے

الْكٰفِرُوْنَ - کفر کرنے والو

- اس کا مفرد (Singular) کافر ہے کافر : انکار کرنے والا

قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ۙ ①

- كَفَرَ يَكْفُرُ
- ❶ انکار کرنا (حق کو نہ پہچاننا) ❷ چھپانا ❸ نعمت کی ناشکری کرنا
- بنیادی معنی : کسی چیز کو چھپانا ، اور اس پر پردہ ڈالنا
- ان معنوں میں کسان کو بھی کافر کہا جاتا ہے کہ وہ زمین میں دانہ کو چھپاتا ہے
- کفارہ : وہ چیز جو گناہوں کو چھپادے   کفران : بے قدری
- اردو میں : کفر ، کافر، تکفیر

قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ۙ ①

(اے پیغمبر) کہہ دو کہ اے کافرو

Say: O disbelievers

قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ۙ ①

- 'قل' یہاں اعلان کر دینے کے معنی میں ہے
- اس سورۃ کا مضمون اس اعلان کا تقاضا کرتا ہے تا کہ جو مفسدین کفر اور اسلام کے درمیان سمجھوتے کے خبط میں مبتلا تھے وہ بھی اپنی اس سعیٔ نامراد سے مایوس ہو جائیں
- اور جو سادہ لوح اس طرح کی تجویزیں پیش کرنے والوں کو امن پسند اور صلح جو گمان کر رہے تھے ان پر بھی اصل حقیقت واضح ہو جائے کہ یہ صلح و امن کی راہ نہیں بلکہ فساد کی مستقل پرورش کی راہ ہے۔

قُلۡ يٰۤاَيُّهَا الۡكٰفِرُوۡنَ ۙ ①

- اے کافرو! (کا خطاب)
- یہ داعیانہ طرز تخاطب نہیں ہے بلکہ لا تعلق اور علیحدہ ہونے کا انداز ہے۔
- ائمۂ قریش کی یہ تکفیر خدا کی طرف سے ہے اور اس بنا پر کی گئی ہے کہ مخاطبین نے اتمام حجت کے درجے تک دعوت و تبلیغ اور تذکیر و تلقین کے بعد بھی رسول کو ماننے سے انکار کر دیا ہے۔
- آیت میں کٰفِرُوۡنَ کے لفظ میں عموم پایا جاتا ہے اور قیامت تک دنیا کے جس حصے میں بھی ایسی صورتحال پیدا ہو گی ان لوگوں کو کافر ہی کہہ کر پکارا جائے گا۔
- کافر کا لفظ۔ مشرک سے زیادہ عموم رکھتا ہے - خطاب صفتِ کفر سے

لَآ اَعۡبُدُ مَا تَعۡبُدُوۡنَ ۙ ﴿۲﴾

لَآ - نہیں

اَعۡبُدُ - میں عبادت کرتا ہوں

- عَبَدَ يَعْبُدُ عِبَادَةً عبادت کرنا ، بندگی کرنا
- عبد : بندگی کرنے والا ، غلام
- اردو میں : عبد ، عبادت ، عبودیت ، معبود ، عباد

مَا تَعۡبُدُوۡنَ - جس کی تم عبادت کرتے ہو

قران میں عبد سے استعمال ہونے والے چند صیغے

أَعْبُدُ	میں عبادت کرتا ہوں		عَبَدْتُ	میں نے عبادت کی
نَعْبُدُ	ہم عبادت کرتے ہیں		عَبَدْنَا	ہم نے عبادت کی
تَعْبُدُ	تو عبادت کرتا ہے		عَبَدْتَ	تو نے عبادت کی
تَعْبُدُونَ	تم عبادت کرتے ہو		عَبَدْتُمْ	تم نے عبادت کی
يَعْبُدُ	وہ عبادت کرتا ہے		عَبَدَ	اس نے عبادت کی
يَعْبُدُونَ	وہ عبادت کرتے ہیں		عَبَدُوا	ان سب نے عبادت کی

لَآ اَعۡبُدُ مَا تَعۡبُدُوۡنَ ۙ ﴿۲﴾

میں اُن کی عبادت نہیں کرتا جن کی عبادت تم کرتے ہو

I worship not that which ye worship,

محمد اقبال

لَآ اَعۡبُدُ مَا تَعۡبُدُوۡنَ ۙ ۝۲

- اس میں وہ سب معبود شامل ہیں جن کی عبادت دنیا بھر کے کفار اور مشرکین کرتے رہے ہیں اور کر رہے ہیں، خواہ وہ ملائکہ ہوں، جن ہوں، انبیاء اور اولیاء ہوں، زندہ یا مردہ انسانوں کی ارواح ہوں، یا سورج، چاند ستارے، جانور، درخت، دریا، بت اور خیالی دیویاں اور دیوتا ہوں
- اگر کوئی شخص ان معبودان میں سے کسی ایک کی عبادت کے ساتھ ساتھ اللہ کی بھی پرستش کرتا ہے تو وہ بھی اس خطاب کے مصداق ہے
- اللہ کی عبادت صرف وہ ہے جس کے ساتھ کسی دوسرے کی عبادت کا شائبہ تک نہ ہو، اور جس میں انسان اپنی بندگی کو بالکل اللہ ہی کے لیے خالص کردے۔ وَمَآ اُمِرُوۡۤا اِلَّا لِيَعۡبُدُوا اللّٰهَ مُخۡلِصِيۡنَ لَهُ الدِّيۡنَ حُنَفَآءَ

لَآ أَعۡبُدُ مَا تَعۡبُدُونَ ۙ ﴿٢﴾

- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى

أَنَا أَغْنَى الشُّرَكَاءِ عَنْ الشِّرْكِ مَنْ عَمِلَ عَمَلًا أَشْرَكَ فِيهِ مَعِي غَيْرِي تَرَكْتُهُ وَشِرْكَهُ

- میں سب سے بڑھ کر ہر شریک کی شرکت سے بے نیاز ہوں، جس شخص نے کوئی عمل ایسا کیا جس میں میرے ساتھ کسی اور کو بھی اس نے شریک کیا ہو اس سے میں بری ہوں اور وہ پورا کا پورا عمل اسی کے لیے ہے جس کو اس نے شریک کیا

صحیح مسلم: جلد سوم: حدیث نمبر 2974 (وابن ماجہ)

لَآ اَعۡبُدُ مَا تَعۡبُدُوۡنَ ۙ ﴿۲﴾

- قَالَ ابْنُ نُمَيْرٍ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ مَاتَ يُشْرِكُ بِاللهِ شَيْئًا دَخَلَ النَّارَ وَقُلْتُ أَنَا وَمَنْ مَاتَ لَا يُشْرِكُ بِاللهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ

- ابن نمیر نے کہا کہ میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو آدمی اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہراتے ہوئے مراوہ دوزخ میں داخل ہوگا اور میں کہتا ہوں کہ مجھے آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا کہ جو آدمی کسی کو اللہ کے ساتھ شریک نہ ٹھہراتا ہو وہ جنت میں داخل ہوگا۔

صحیح مسلم: جلد اول: حدیث نمبر حدیث نمبر 269 (متفق علیہ)

وَلَآ أَنتُمْ عَٰبِدُونَ مَآ أَعْبُدُ ۚ ٣

وَلَآ - اور نہیں (ہو)

أَنتُمْ - تم

عَٰبِدُونَ - عبادت کرنے والے

مَآ أَعْبُدُ - جس کی میں عبادت کرتا ہوں

وَلَآ أَنۡتُمۡ عٰبِدُوۡنَ مَآ أَعۡبُدُ ۚ ٣

اور نہ تم اُس کی عبادت کرنے والے ہو جس کی عبادت میں
کرتا ہوں

Nor will ye worship that which I worship.

محمد اقبال

وَلَآ اَنۡتُمۡ عٰبِدُوۡنَ مَاۤ اَعۡبُدُ ؕ ﴿۳﴾

- کفار کی پیشکش کا جواب بھی ہے اور ان کی غلطی کی نشان دہی بھی۔
- ان کا گمان تھا کہ جس طرح ہم اپنے بتوں کی عبادت صرف پوجا پاٹ کی حد تک کرتے ہیں، باقی زندگی کے معاملات سے ان کا کوئی تعلق نہیں اور پھر اس عبادت میں اگر ہم کسی اور کو بھی شامل کرلیں جب بھی بتوں کی عبادت میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اسی طرح ہم اللہ تعالیٰ کی عبادت بھی کر سکتے ہیں۔ ان کی اس غلط فہمی کو دور کیا گیا ہے
- بتوں کی عبادت تو واقعی پوجا پاٹ کے سوا کچھ نہیں لیکن اللہ کی عبادت میں جس طرح اس کی ذات کو ایک ماننا ضروری ہے اسی طرح اس کی صفات اور اس کے حقوق میں اور کی شرکت کا تصور بھی گناہ ہے وہ جس طرح اپنی ذات میں واحد ہے اسی طرح اپنی صفات میں اور اپنے حقوق میں بھی تنہا ہے۔ تمہاری اللہ کے عبادت کی پیشکش اللہ کے ساتھ شرک اور کفر کرنا ہے

وَلَآ اَنۡتُمۡ عٰبِدُوۡنَ مَاۤ اَعۡبُدُ ؕ ﴿۳﴾

- جس طرح اس کو نہ ماننا اور اس کے سامنے سر نہ جھکانا اور اس کی غیر مشروط اطاعت نہ کرنا کفر ہے اسی طرح اس کی عبادت اور اطاعت میں کسی اور کو شریک کرنا بھی کفر ہے۔
- اس کی بندگی میں داخل ہونے کے لیے ضروری ہے کہ تم اپنے تمام معبودوں سے لاتعلّقی کا اظہار کرو
- کفر و اسلام، شرک و توحید کو ملا کر ایک کر دیا جائے۔ ایسی کوششیں اس دور کے عرب کے ساتھ محدود و مخصوص نہ تھیں۔ بارہا یہ کوششیں ہو چکی ہیں، اور اب بھی جاری ہیں
- اکبر کا "دینِ الٰہی" اسی کوشش کا ایک نمونہ تھا، اور عین اس وقت تو یہ کوششیں کہیں زیادہ زور و قوت و اثر کے ساتھ جاری ہیں۔

وَلَآ أَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدتُّمْ ۙ ﴿٤﴾

وَلَآ - اور نہ

أَنَا - میں

عَابِدٌ - عبادت کرنے والا ہوں

مَّا عَبَدتُّمْ - جس کی تم نے عبادت کی

وَلَآ اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُّمْ ۙ ۴

اور نہ میں اُن کی عبادت کرنے والا ہوں جن کی عبادت تم
نے کی ہے

And I will not worship that which ye have been wont to worship,

محمد اقبال

وَلَآ اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُّمْ ۙ ﴿۴﴾

- وَلَآ اَنَا عَابِدٌ جملہ اسمیہ ہے جس کا کسی زمانے کے ساتھ مقید ہونے کا کوئی سوال نہیں، وہ تینوں زمانوں کے ساتھ یکساں ربط رکھتا ہے
- البتہ ماعبدتم چونکہ ماضی ہے اس وجہ سے یہ قرینہ موجود ہے کہ وَلَآ اَنَا عَابِدٌ کی نفی ماضی ہی سے متعلق ہے۔ یعنی میں پہلے بھی کبھی ان معبودوں کو پوجنے والا نہیں رہا جن کی تم نے یا تمہارے آباؤاجداد نے کبھی پوجا کی ہے
- اس آیت سے آپ ﷺ کے انکار میں ایک اور پہلو سے بھی شدت پیدا ہو جاتی ہے۔ کہ جب تمہارے معبودان باطلہ کی عبادت سے ماضی میں مجھے کبھی تعلق نہیں رہا اور میں کبھی تمہاری خرافات میں شریک نہیں ہوا جبکہ میں ابھی شرف نبوت سے مشرف نہیں ہوا تھا تو اب جبکہ میں اللہ کا رسول ہوں اپنے دامن پر شرک اور جاہلیت کے چھینٹوں کو کیسے برداشت کر سکتا ہوں

وَلَآ أَنتُمْ عَٰبِدُونَ مَآ أَعْبُدُ ۚ ٥

وَلَآ - اور نہ

أَنتُمْ - تم

عَٰبِدُونَ - عبادت کرنے والے ہو

مَآ أَعْبُدُ - جس کی میں عبادت کرتا ہوں

وَلَآ اَنۡتُمۡ عٰبِدُوۡنَ مَاۤ اَعۡبُدُ ؕ ﴿۵﴾

اور نہ تم اُس کی عبادت کرنے والے ہو جس کی عبادت میں
کرتا ہوں

Nor will ye worship that which I worship.

محمد اقبال

وَلَآ اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُّمْ ۙ ﴿۴﴾

- بعض حضرات نے وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ کو آیت ۳ کا اعادہ قرار دیا ہے
- حقیقت یہ ہے کہ الفاظ کے اعتبار سے بیشک یہ آیت ۳ کا اعادہ ہے لیکن معنی کے اعتبار سے یہ اس سے بالکل مختلف ہے
- آیت ۳ کا تعلق مستقبل سے تھا اور اس آیت کا تعلق ماضی سے ہے۔
- تم ماضی میں بھی کبھی اپنے مشرکانہ رویئے کو چھوڑ کر خالص اللہ کی عبادت کرنے والے نہیں رہے۔ بلکہ تم نے ہمیشہ دوسری قوتوں کو اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ شریک کیا، اس کی صفات کا حامل بنایا اور ان کے ساتھ اسی طرح عقیدت و محبت رکھی جیسے اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہونی چاہیے۔ اس لحاظ سے امر واقعہ یہ ہے کہ تم ماضی میں بھی اس طرح اللہ تعالیٰ کے عبادت کرنے والے کبھی نہیں رہے جیسے میں اللہ کی عبادت کرتا چلا آرہا ہوں

وَلَآ اَنۡتُمۡ عٰبِدُوۡنَ مَاۤ اَعۡبُدُ ؕ ﴿۵﴾

- جب تک تم اپنے دین و آئین پر قائم ہو، تمہارا شمار اہل توحید میں نہیں ہو سکتا
- اس کا یہ مطلب نہیں کہ ان کفار میں سے آئندہ کسی کے بھی ایمان لانے کا کوئی امکان باقی ہی نہیں رہا کیونکہ ان میں ایسے بھی تھے جو بعد میں حلقہ بہ گوش اسلام ہوئے
- بلکہ مطلب یہ ہے کہ چونکہ تمہارے اندر میرے معبود کی پرستش کے لیے کوئی آمادگی نہیں پائی جاتی اور تم اپنے بتوں ہی کے پجاری بن کے رہنا چاہتے ہو اس لیے میں تم سے اعلان براءت کرتا ہوں جب تک کہ تم اپنے اس کافرانہ اور مشرکانہ رویہ سے باز نہ آجاؤ۔

لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ ع ٦

لَكُمْ - تمہارے لیئے

دِيْنُكُمْ - تمہارا دین

وَلِيَ - اور میرے لیئے

دِيْنِ - میرا دین

لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ ع ٦

تمہارے لیے تمہارا دین ہے اور میرے لیے میرا دین

To you be your Way, and to me mine.

لَكُمۡ دِيۡنُكُمۡ وَلِىَ دِيۡنِ ؏ ﴿٦﴾

حرف انکار کی تکمیل

- یہ اظہارِ براءت اور حرف انکار کی تکمیل ہے۔ یعنی تم نے اپنی زندگی کے لیے جو ضابطہ بنا رکھا ہے وہ تمہارا دین ہے اور ہمیں اللہ تعالیٰ نے جو ضابطہ حیات دیا ہے وہ ہمارا دین ہے
- ان دونوں میں کوئی اشتراک نہ کبھی ماضی میں ہوا، نہ حاضر میں ہے اور نہ اس کی آئندہ کوئی توقع کی جا سکتی ہے
- ایسی مغائرت کی موجودگی میں کسی مفاہمت اور سمجھوتے کا کیا سوال پیدا ہوتا ہے۔ اس لیے میرے لیے میرا دین اور تمہارے لیے تمہارا دین ہے۔ میں اپنے طریقے پر کام کرتا رہوں گا اور تم اپنے طریقے پر کام کرتے رہو

لَكُمۡ دِيۡنُكُمۡ وَلِىَ دِيۡنِ ۠ ﴿٦﴾

○ حرف انکار کی تکمیل

○ انجام بتادے گا کہ بات کس کی سچی ہے؟

○ اور انجام نے بتادیا کہ اللہ تعالیٰ کا دین غالب رہا، اللہ تعالیٰ کے رسول کو اللہ تعالیٰ نے عزت ورفعت سے نوازا۔ پورے عرب کی شوکت ان کے قدموں میں ڈھیر ہو گئ اور تمام ادیانِ باطلہ ان کے دین کے سامنے سرنگوں ہوگئے۔ اور مفاہمت کی پیشکشیں کرنے والے موت کے گھاٹ اتر گئے اور یا ذلت کی موت ان کا مقدر بنی

لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ ﴿٦﴾

○ یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اعلان کا اعادہ ہے

○ قَدْ كَانَتْ لَكُمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِيْٓ إِبْرٰهِيْمَ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ ۚ إِذْ قَالُوْا لِقَوْمِهِمْ إِنَّا بُرَءٰٓؤُا مِنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَآءُ أَبَدًا حَتّٰى تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗٓ (الممتحنہ۔ ٦٠ : ٤)

○ تمہارے لئے ابراہیم اور ان کے ساتھیوں کی زندگی میں بہترین نمونہ ہے۔ یاد کرو جب کہ انہوں نے اپنی قوم سے کہا کہ ہم تم سے اور ان چیزوں سے جن کو تم اللہ کے سوا پوجتے ہو بالکل بری ہیں، ہم نے تمہارے عقیدے کا انکار کیا اور ہمارے اور تمہارے درمیان ہمیشہ کے لئے عداوت اور نفرت آشکارا ہو گئی تاآنکہ تم اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ پر ایمان لاؤ

سُوْرَةُ الْكٰفِرُوْن

- ## دیگر مباحث
- بعض لوگوں نے عجب "خوش فہمی" سے کام لے کر اس آیت کو اسلام کی "رواداری" اور "مرنجان مرنج پالیسی" کے ثبوت میں پیش کیا ہے کہ اسلام نے ہر مذہب والے کو اپنی اپنی جگہ قائم اور باقی رہنے کی اجازت دے دی ہے۔ حالانکہ یہ آیت ادیان کے کسی ملغوبے کی سخت نفی کرتی ہے
- بعض نے کہا کہ اس آیت سے جہاد کی ممانعت نکلتی ہے کہ کفار کو ان کے کفر پر چھوڑا گیا اس لئے یہ آیت قتال سے منسوخ ہے
- لیکن یہ درست نہیں ہے کیونکہ یہ تو کفار کی تجویز کا جواب ہے اور اسکے بعد نہ تو رسول اللہ ﷺ نے دعوت ارشاد ترک کی اور نہ ہی کفار عداوت اور ایذا رسانی سے باز رہے تو جہاد کی ممانعت کہاں ہے۔ بلکہ سارا جہاد تو اسکے بعد ہوا